15

# کامیابی کے دو یقینی گر

(فرمودہ ۴ر مئی ۱۹۲۳ء)

سورۂ فاتحہ اور آیت شریفہ **قل لله المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ و کذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا** (بقرہ : ۱۴۳-۱۴۴) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ جس قوم یا جس جماعت' جس فرد نے بلکہ انسان کے جس عضو اور حصے نے نشوونما اور ترقی میں کوئی غیر معمولی رنگ دکھانا ہوتا ہے۔ تو ابتدا ہی سے اس قوم یا جماعت یا فرد یا عضو اور حصے میں اس کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ کم از کم عقلمندوں کو جن سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ترقی کرنے والا ہے۔ پس ہر ایک ترقی کرنے والا وجود اپنے اندر نشانیاں رکھتا ہے اور ہر ایک زندہ رہنے والی ہستی اپنے ساتھ علامتیں رکھتی ہے۔ ان سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ زندہ رہے گی۔ وہ نشانیاں جن اقوام میں ہوں وہ زندہ رہتی ہیں۔ جن میں یہ علامتیں ہوتی ہیں وہ چیزیں باوجود مخالفت کے زندہ رہتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی قوم میں وہ علامتیں ہوں تو پتہ لگتا ہے کہ وہ زندہ رہنے والی ہے۔

بہت ہی ادنیٰ حالت میں ایک بیج کا پتہ لگ سکتا ہے کہ اپنے اندر کیا طاقتیں رکھتا ہے اور خوردبین کے ذریعہ بچے کی پیدائش کے بہت عرصہ پہلے بتایا جا سکتا ہے کہ اس نطفہ سے کیسے بچے پیدا ہوں گے کیونکہ ان کیڑوں کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے کہ یہ کیسی نسل پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر نسل اچھی پیدا کرنے والا ہوگا تو اس کے کیڑے مضبوط ہوں گے اور چالاک ہوں گے۔ جس نطفے کے کیڑے ناقص ہوں ان کی حالت کمزوری پہلے ہی نظر آجاتی ہے۔

تو نہایت ابتدائی حالت سے پتہ لگ سکتا ہے۔ جانوروں اور نباتات کا بھی پتہ لگ سکتا ہے بعینہٖ ذہنی اور علمی حالت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں نے جو سورۂ فاتحہ کے بعد آیت پڑھی ہے اس میں ترقیات کا گر بتایا گیا ہے اور اس گر کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے کہ فلاں قوم یا جماعت ترقی کر

سکتی ہے اور کس طرح کوئی قوم یا جماعت زندہ رہ سکتی ہے۔

چونکہ آج کل فتنہ ہے اور اس کا زیادہ تر بار ہماری جماعت پر ہے میں اس گُر کو بیان کرتا ہوں۔ جن کو توفیق ہو اس کو مضبوطی سے پکڑلیں اور چھوڑیں نہیں۔ یہ گُر دین کے امور ہی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ گُر ہر ایک کام سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیاوی زندگی نہیں مل سکتی اور کوئی قوم زندگی نہیں رہ سکتی اور نہ تنزل سے محفوظ رہ سکتی ہے جب تک وہ کسی بات کو دنیا میں بڑا یا چھوٹا نہ سمجھے۔

یہ گُر ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم دنیا کے حاکم ہوگے اور دنیا تمہارے آگے جھکے گی۔ تم اونچے ہوگے لوگ تمہیں نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ اگر تم اس کو مدنظر رکھو کہ دنیا میں کوئی چیز بڑی نہیں اور کوئی چھوٹی نہیں۔ کوئی کام اور مہم اور مرحلہ ایسا نہ ہو جس کو تم بڑا سمجھو اور کوئی ایسا نہ ہو جس کو چھوٹا سمجھو۔ جب تمہاری نظروں میں یہ گُر آجائے اور اصول جم جائے تو دنیا تمہاری غلام ہوگی۔ تم دنیا کے لئے بطور داروغہ کے ہوگے اور لوگ تمہاری نگرانی میں اور موجودگی میں کام کریں گے جیسے غلام کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ مسئلہ پیچیدہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک یہ بات اضداد میں سے ہوگی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے جس کے بغیر کوئی ترقی نہیں۔ یورپ کے لوگوں میں یہ بات ہے۔ ابھی میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ آگیا ہے جو پچھلے دنوں میں پیش آیا کہ زندہ رہنے والی قوموں میں کسی بات کو چھوٹی نہیں سمجھا کرتیں۔

سرحد پر انگریزی فوجیں رہتی ہیں۔ ان کے ساتھ انگریز افسر بھی ہوتے ہیں۔ انگریزی فوج کا انتظام اس قسم کا ہے کہ بغیر انگریزوں کے چل نہیں سکتا۔ ایسے مقامات جن کو محفوظ خیال کیا جاتا ہے۔ انگریز افسر اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ پچھلے دو ہفتہ کا ایک واقعہ ہے کہ کوہاٹ میں ایک انگریز افسر میجر ایلس رہتے تھے۔ وہ کسی دورے پر گئے ہوئے تھے۔ کوہاٹ ایک ایسا مقام ہے کہ وہاں سے سرحد پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ مقام خطرے سے بکلی پاک نہیں۔ ایک پٹھان گروہ جن کو کوئی نقصان پہنچا تھا ان کے سردار نے اپنی ماں کے سامنے قرآن پر ہاتھ رکھ کر اقرار کیا تھا کہ میں جب تک کوئی خاص کام نہ کرلوں دم نہ لوں گا۔ اس پٹھان گروہ کے لوگ باوجود پہروں کے ہوشیاری سے کوہاٹ میں داخل ہو گئے اور پھر میجر ایلس کے گھر میں پہنچ گئے۔ ان کی بیوی کو قتل کردیا اور ان کی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اگر یہ واقعہ ہمارے ملک میں ہوتا تو لوگ شور مچا دیتے کہ حکومت ناقص ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا کہ اس لڑکی کو بچایا جائے تو یہی زور دیا جاتا کہ جس کی لڑکی ہے وہ اپنا روپیہ خرچ کرے دوسرے اس کے لئے کیوں مصیبت اٹھائیں۔ مگر انگریز قوم زندہ رہنے والی ہے۔ ان میں اس بات کا احساس ہے کہ یہ واقعہ چھوٹا نہیں اور نہ شخصی ہے۔ انہوں نے

اس واقعہ کو ہندوستانیوں کی طرح نہیں دیکھا بلکہ قومی حیثیت میں دیکھا۔ ان کے ہاں اس واقعہ سے شور پڑ گیا اور اس عورت کے بچانے کے لئے تمام ملک میں ایک ہنگامہ مچ گیا اور چیف کمشنر جس کی سرحدی علاقہ میں گورنر کی حیثیت ہوتی ہے وہاں پہنچ گیا۔ کوشش کی گئی کہ یا تو صلح صفائی سے لڑکی واپس مل جائے یا لڑائی کر کے چھین لیں گے۔ اس وقت انگریز عورت جس کا نام مسز شار ہے۔ وہ اپنی خدمات پیش کرتی ہے کہ میں وہاں جاتی ہوں جہاں لڑکی ہے کہ وہ اکیلے ہونے کے باعث گھبرائے نہیں اور اس کو اپنی زبان میں باتیں کرنے والی مل جائے۔ گو اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ مار ڈالیں گے مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتی۔ ادھر ان سرحدی رؤساء جن کے گورنمنٹ سے تعلقات ہیں' مجبور کیا جاتا ہے کہ زور ڈال کر اس لڑکی کو بچاؤ ورنہ ہمارے تمہارے ساتھ اچھے تعلقات نہیں رہیں گے۔ تین دن کے اندر سینکڑوں میل تک لوگ کام میں لگ جاتے ہیں اور فوجیں جمع ہو جاتی ہیں۔ وہ انگریز عورت چند مسلمان افسروں کی معیت میں جاتی ہے اور کسی نہ کسی طرح چند دن میں لے آتی ہے۔ یہ کام ایسی چالاکی اور پھرتی سے کیا جاتا ہے کہ گویا ساری مشینری اسی کام کے لئے حرکت کر رہی ہے۔ ادھر وہ لڑکی آتی ہے ادھر بادشاہ کی طرف سے کارکنوں کے لئے شکریہ اور خطابات بھی آجاتے ہیں۔

اب یہ ایک معمولی واقعہ تھا۔ ہندو مسلمانوں کی کتنی لڑکیاں سرحدی لے جاتے ہیں۔ مگر ایک انگریزی لڑکی کے لے جانے پر انگلستان کے گوشہ گوشہ میں تار پہنچائی جاتی ہے۔ پارلیمنٹ میں کہ اصل میں ملک کی حاکم یہی جماعت ہے اور بادشاہ کو اتنے اختیارات نہیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پارلیمنٹ کے سوال پر وزیر ہند اعلان کرتا ہے کہ اب وہ لڑکی کہاں ہے اور ہمارے آدمی کہاں ہیں۔ اس کے کتنے قریب پہنچ گئے ہیں اور اب جلد لڑکی واپس آجائے گی اور اب اس جگہ پہنچ گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض ایک ایک لحظہ کے بعد ہاؤس میں سوال ہوتا ہے اور وزیر ہند تازہ ترین تاروں کا اعلان کرتا ہے۔

یہ ایک چھوٹی سی بات تھی مگر انگریز قوم نے اس کو چھوٹا نہیں سمجھا۔ اس لئے یہ بات ان کی زندگی کو ثابت کرنے والی ہے۔ جو قومیں چھوٹی باتوں کی پروا نہیں کرتیں ہلاک ہو جاتی ہیں اور جو بڑی باتوں سے گھبرا جاتی ہیں وہ بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ جس وقت جرمن نے جنگ شروع کی تو اس نے بلجیم کے سامنے چند مطالبات پیش کئے۔ بلجیم کی آبادی چالیس لاکھ کی ہے۔ حکومت کے لحاظ سے بہت چھوٹا ملک ہے لیکن جرمن کے مطالبہ کو اگر وہ قبول کرتی تو ذلیل ہو جاتی۔ بلجیم جانتا تھا کہ اگر جرمن کی بات کو تسلیم نہیں کرے گا تو چند گھنٹے میں اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جرمن کے مطالبہ پر بلجیم کے سامنے دو باتیں تھیں۔ اول یہ کہ اگر ان کے مطالبہ کو تسلیم کریں تو ان کے لئے

ذلت تھی۔ اور اگر ان کے مطالبہ کو نہ تسلیم کریں تو ہلاکت اور تباہی۔ لیکن اس قوم نے ذلت برداشت کرنے کو گوارا نہ کیا اور مرجانا قبول کیا۔ جرمن نے چند دن میں تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔ ان کے بڑے بڑے آدمی جلا وطن کر دئے گئے اور ان کو مزدوروں کے کام پر لگایا۔ آخر خدا نے ان کی مدد کے لئے دوسری طاقتوں کو بھیجا اور جرمن کو شکست ہوئی۔ اب وہی بلجیم اتنے زوروں پر ہے کہ جرمن کو ڈرا رہا ہے اور اپنے مطالبات منوا رہا ہے۔ اس قوم نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی۔ ان کا مقابلہ چڑیا اور باز کا مقابلہ تھا۔ مگر آخر چڑیا باز پر فوقیت لے گئی۔ غرض زندہ رہنے والی قومیں کسی بڑی بات کو بڑا نہیں سمجھا کرتیں اور کسی چھوٹی بات کو معمولی نہیں خیال کرتیں۔

یہ آیت شریفہ جو میں نے تلاوت کی ہے **کذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو امت وسطی بنایا ہے کہ تم کسی کام کو بڑا نہ سمجھو اور کسی کو چھوٹا نہ سمجھو۔ اگر کوئی بڑے سے بڑا خطرہ بھی آجائے تو چاہیئے کہ تم کہو کہ کیا ہوا۔ ہم اس کو اللہ کے بھروسہ پر اٹھائیں گے۔ اور اگر کوئی چھوٹا ہو تو اس کو معمولی نہ خیال کرو بلکہ خدا سے استغفار کرو اور اس کے استیصال کی پوری کوشش کرو۔ یہ حکم کیوں دیا ہے کہ تم نگراں ہو جاؤ گے اور **شھداء علی الناس** بن جاؤ گے۔ اور فرمایا کہ اسی قانون پر چل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نگران ہو گیا۔ وہ کونسا حکم ہے جس پر چل کر مومن کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ وہ یہ ہے **تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع خوفا وطمعا** (السجدہ : ۱۷) مسلمان کے لئے حکم دیا ہے کہ سچا مومن وہ ہے جو خدا سے طمع اور خوف کرتا ہے۔ یعنی اگر چھوٹا خطرہ ہو تو ڈرتا ہے۔ اگر اپنی جماعت میں کوئی ایک غدار ہو تو وہ ڈر جاتا ہے۔ اگر کسی جماعت میں جاہل یا بے ایمان ہوتا ہے تو ساری جماعت ڈر جاتی ہے کہ الٰہی یہ کیا مصیبت آنے والی ہے کیونکہ ایک غدار آدمی سے اور جاہل آدمی سے جماعت میں رخنہ پڑ سکتا ہے۔ اس لئے وہ خوف کرتے ہیں اور اس کو معمولی بات خیال نہیں کرتے۔ اس کے مقابلہ میں جب بڑے مصائب غیر اقوام کی طرف سے آتے ہیں اور خطرناک دشمن حملہ آور ہوتا ہے تو ہمت نہیں ہارتے اور اس سے ڈرتے نہیں اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی بیرونی دشمن ان کو ڈرا نہیں سکتا۔ اندرونی فساد ہو تو چھوٹے سے چھوٹے فساد سے ڈر جاتے ہیں۔ اور بیرونی فساد ہو خواہ کتنا بڑا ہو اس سے نہیں ڈرتے۔

جو لوگ ان تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں ہماری طرف سے ان کے لئے زندگی اور کامیابی مقدر کی گئی ہے اور ان کو وہ کچھ ملتا ہے جو ان کے وہم اور خیال سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن کی امید پوری ہو۔ مگر اللہ کا اس جماعت سے ایسا سلوک ہوتا ہے کہ امیدوں اور خیالات سے بالا ہوتا ہے۔ یہ کامیابی کا ایسا گر ہے کہ ہماری جماعت کو جو آخری

جماعت ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ ہماری جماعت آخری ہے۔ کیا بلحاظ اس کے آخری نبی کی جماعت ہے اور آخری سلسلہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح اور مہدی کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ پس ہم ہی آخری امت کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہم آخری محمدی امت ہیں۔ اس لئے کہ آخری شرعی رسول ہمارا رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ہم اس کی آخری جماعت ہیں۔ اور اس کمال کا رسول آئندہ نہیں پیدا ہوگا۔ جو ہوگا وہ اسی سے فیضیاب ہو کر ہوگا۔

پس ہماری جماعت کو ان قواعد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اور سب سے بڑا جامع فائدہ یہ ہے کہ کسی کام کو چھوٹا نہ سمجھا جائے اور کسی کو بڑا نہ سمجھا جائے اگر اندرونی فتنہ چھوٹے سے چھوٹا ہو تو خوف کھائیں اور اگر ہمارا دشمن بیرونی ہو تو اس کی کثرت سے نہ گھبرائیں۔

ہمیں امت وسطی بنایا گیا ہے۔ ایک لمبا آدمی ایک بچے کے لئے لمبا ہے۔ مگر جو آدمی متوسط درجہ کا ہے اس کے لئے لمبا نہیں۔ اور اس کے لئے بچہ چھوٹا نہیں۔ اس لئے متوسط درجہ کا آدمی چھوٹے کو حقیر نہیں خیال کر سکتا۔ پس حالت یہ ہونی چاہیئے کہ غیروں کی طرف سے خواہ کیسے ہی مصائب آئیں ان سے نہیں ڈرنا چاہیئے اور اگر جماعت کے اندر فتنہ ہو خواہ چھوٹا ہو تو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ شیطان نے ہماری تباہی کے لئے یہ راہ نکالی ہے۔ اسی صورت میں ہم زندہ رہ سکتے ہیں کہ ان باتوں کو سمجھ لیں۔ اور تبھی ہم امت وسطی بن سکتے ہیں کہ اس وقت ہماری حالت کیسی ہوگی۔ ہم لوگوں پر نگران مقرر کئے جائیں گے۔ حاکم بن جائیں گے اور تم پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگران ہونگے۔ آپ کا وجود تمہاری نگرانی کرے گا اور ان احکام پر عمل کرنے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے آجائیں گے اور آپ کی روح ہزاروں سال تک تم میں کام کرے گی۔ تم دنیا کے حاکم ہوگے اور تمہارا حاکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ تم محمدؐ کی روح کو اپنے اندر کام کرتا ہوا پاؤ گے۔ یہ کتنی بڑی ترقی کا وعدہ ہے۔ کام صرف یہ ہے کہ امت وسطی بن جاؤ۔ وہ قوم مرجانے کے قابل ہے جو جماعت میں پیدا ہونے والے رخنوں کو معمولی خیال کرتی ہے۔ افراد سے جماعتیں بنا کرتی ہیں۔ اگر جماعت کے ایک فرد کی اچھی حالت نہیں تو یہ علامت اچھی نہیں۔ اور دوسری طرف یہ ہونا چاہیئے کہ خواہ مخالف کتنا ہی بڑے سے بڑا اور طاقتور ہو اس کی سطوت تمہیں خوف زدہ نہ کرے۔ تم اس کے مقابل میں ذلت کے لئے تیار نہ ہو۔ جب تم میں یہ وثوق ہوگا تبھی تم زندہ رہ سکتے ہو الر تم اس گُر پر عمل کرو گے تو دنیا کے حاکم ہو جاؤ گے اور دنیا کے فاتح ہوگے۔ یاد رکھو۔ خواہ سیاسی امور ہوں یا مذہبی ان سب میں یہ اصول کام کرتا ہے۔ دوسری نعمت اس اصول پر عمل کرنے سے یہ ملے گی کہ تم پر رسول اللہ نگران ہو جائے گا اور زمانہ کا بُعد محمد رسول اللہؐ سے تمہیں جدا نہیں کر سکے گا۔ تم دیکھو کہ وہ تم میں آگیا۔ ایک طرف تم حاکم

ہوگے اور دوسری طرف وہ پیارا جو تمہیں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ پیارا ہے تم پر حکومت کرے گا۔ وہ جس کو خواب میں دیکھنے کے لئے تڑپتے ہیں وہ تمہاری نگاہ سے اوجھل نہیں ہوگا۔ دنیا کے سردار اور محبوب سے دائمی قرب حاصل ہو جائے گا۔ وہ کبھی جدا نہیں ہوگا۔ وہی تم پر کمان کرے گا۔ اور تم اس کی نگرانی میں کام کرو گے۔ یہ ایسے وعدے ہیں کہ اتنی باتیں انسان کے ذہن میں نہیں آسکتیں۔ یہ دو باتیں ہیں جن کو جماعت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ وہ جماعت کے اندرونی فساد پر اندھے کی طرح سے نہ گذر جائیں اور بڑی طاقت سے جو بیرونی حملہ آور ہو۔ ڈر نہ جائیں۔ اگر یہ باتیں ان کو مدنظر ہوں تو وہ ہلاک نہیں ہو سکتے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس نکتہ کو سمجھے گی اور اس سے فائدہ اٹھائے گی۔ اس آیت کے آگے پیچھے بڑے بڑے وعدے ہیں اور ان باتوں پر عمل کرنے پر اہم ترقیات وابستہ ہیں بلکہ ان کے ساتھ جماعتوں کی موت اور زندگی وابستہ ہے۔ اسپر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک مصائب اور مہمات کو خدا کی مدد سے حقیر خیال نہ کریں گے۔ اور کبھی نہیں بچ سکتے جب تک اندرونی چھوٹے سے چھوٹے فساد کو برا نہ سمجھیں گے۔ جب یہ دونوں باتیں ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا ہے کہ تم ضرور اس کے بندوں پر حاکم ہوگے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر جذب کرلو گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے کہ ہم دنیا کے نگراں ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے آجائے۔ ہم اس کے کام میں عذر نہ کریں گے۔ وہ خدا سے پاتا ہے اور ہم اس سے پاتے ہیں۔ اگر ہماری یہ حالت ہو تو اللہ کے فضل سے ہم کوئی غلطی نہیں کرسکتے۔

(الفضل ۱۴ر مئی ۱۹۲۳ء)

❀ ❀ ❀